بسم اللہ الرحمن الرحیم

نظرات

پچھلے دنوں دو ایسے اہم واقعات پیش آئے ہیں جو عہدِ حاضر کی تاریخِ عالم میں ایک نئے موڑ کا پتہ دیتے ہیں۔ پہلا واقعہ نہر سوئز کو قومی ملکیت قرار دینے کا ہے اور دوسرا ہمارے ملک کے وزیرِ اعظم کا دورہ سعودی عرب ہے۔ ہندوستان کی جدوجہد آزادی کے زمانہ میں حریت پسند علماء کہتے تھے کہ ہندوستان آزاد ہو جائے گا تو پورا عالمِ اسلام برطانیہ اور فرانس کی شہنشاہیت سے آزاد ہو جائے گا۔ آج یہ قول حرف بحرف سچ ثابت ہو رہا ہے۔ نہر سوئز کو قومی ملکیت قرار دینے میں کرنل ناصر نے جس جرأت و بے خوفی اور اعتماد علی النفس کا ثبوت دیا ہے وہ اظہر من الشمس ہے لیکن اس اقدام میں ہند کی آزادی اور اس ملک کے ساتھ نہ صرف مصر بلکہ اکثر ممالک عرب و مشرقِ وسطیٰ کی مخلصانہ دوستی کو کس درجہ دخل ہے اس کا اندازہ ایک برطانوی مدبر کے اس قول سے ہو سکتا ہے کہ "نہر سوئز کے معاملہ میں ہماری جنگ کرنل ناصر سے نہیں بلکہ پنڈت نہرو سے ہے۔" اور دنیا دیکھ بھی رہی ہے کہ اس گتھی کو سلجھانے میں سب سے زیادہ کس کا ناخنِ تدبیر کام آ رہا ہے اور ناصر کے لئے سب سے بڑا سہارا کون ہے؟ ہند ہی یا کوئی اور؟

عرب اور ہند کے تعلقات زمانہ قبل سلام سے بہت پرانے اور دیرینہ ہیں جن کی تفصیل اسی نام کی کتاب مصنفہ مولانا سید سلیمان ندوی سے معلوم ہو سکتی ہے۔ اسلام کے ذریعہ یہ تعلقات اور زیادہ پختہ، مضبوط اور استوار ہو گئے۔ انگریزوں کے زمانہ میں ہندوستان کے تعلقات سب ملکوں سے منقطع ہو گئے تھے۔ لیکن ہر سال ہزاروں کی تعداد میں ہندی حجاج جو حج کے لئے جاتے تھے اُن کی وجہ سے حجاز کے ساتھ تعلق پھر بھی قایم رہا لیکن یہ تعلق صرف مذہبی اور روحانی تھا اور مسلمانوں تک محدود تھا۔ آزادی کے بعد سے مشترک سیاسی مقاصد

اور ایشیائی طبیعت کے یکساں رجحانات و میلانات کے باعث اب عرب و ہند کے تعلقات صرف مذہبی اور روحانی نہیں بلکہ ملکی اور قومی بھی ہیں اور اس حیثیت سے دونوں ایک دوسرے سے بہت قریب آ گئے ہیں۔

شاہ سعود صرف ایک ملک کے والی اور حکمراں نہیں ہیں۔ بلکہ خادم الحرمین الشریفین اور پاسبانِ مہبط وحی ہونے کی حیثیت سے تمام مسلمانانِ عالم کے لئے ایک نہایت باوقار اور عظیم المرتبت شخصیت کے مالک ہیں موصوف نے ان بین المملکتی تعلقات کو استوار کرنے کے لئے خود پہلے ہند کو اپنے قدوم میمنت لزوم سے شرف اندوز کیا اور اس کے بعد پنڈت جواہر لال نہرو نے شاہ کی دعوت پر سعودی عرب کا دورہ کر کے اس تعلق پر مہر استحکام ثبت کر دی۔ جن لوگوں کی انگلی موجودہ بین الاقوامی سیاست کی نبض پر ہے وہ محسوس کر سکتے ہیں کہ عرب ممالک عموماً اور سعودی عرب اور مصر کے ساتھ خصوصاً ہند کے یہ تعلقات مشرق کے اس طالعِ بیدار کی شعاعیں ہیں جو مستقبل کے اُفق پر طلوع کر رہا ہے اور جو تلک الایام نداولہا بین الناس کی ایک کھلی نشانی ہے

افسوس ہے ماہ گذشتہ میں مولانا نورالدین بہاری نے بھی وفات پائی۔ مولانا دارالعلوم دیوبند کے تعلیم یافتہ تھے۔ اُن کو معقولات اور منقولات دونوں کے ساتھ یکساں مناسبت تھی اور اس بنا پر اپنے ہم عصروں میں وقعت کی نگاہ سے دیکھے جاتے تھے۔ فارغ التحصیل ہونے کے بعد پہلے اِدھر اُدھر کچھ دنوں مدرسی کی بلکہ ایک آدھ مدرسہ خود بھی قائم کیا۔ اس کے بعد استخلاصِ وطن کی تحریک کے سپاہیوں میں شامل ہو گئے۔ اس حیثیت میں وہ ہمیشہ صف اول کے سپاہی رہے۔ اُن کا تعلق بیک وقت جمعیت سے بھی تھا اور کانگرس سے بھی اور دونوں جگہ اُن کو امتیاز خاص حاصل رہا۔